بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ!

ماہ صیام کی آمد آمد ہے، اور استقبالِ رمضان کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ تاجروں نے غذائی اجناس ذخیرہ کرلی ہیں، تاکہ ماہ صیام میں صائمین کے انفاق بر سحر وافطار کا امتحان لیا جاسکے اور ذخیرہ اندوزی کرکے رمضان شریف میں (منہ مانگے داموں پر) یہ اجناس فراہم کرنے کا معقول انتظام کیا جاسکے۔ ادھر مساجد میں صفائیاں ہورہی ہیں اور زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کیونکہ ماہ مبارک میں نمازیوں میں برکت ہوجاتی ہے۔ اور اللہ کے بندے شروع رمضان میں بکثرت مسجد تشریف لانے لگتے ہیں۔ کم ازکم اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ ماہ مبارک انہیں یاد دلاتا اور باور کراتا ہے کہ نماز تم پر فرض ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی بھی زیادہ ثواب حاصل کرنے کے جذبہ کے پیش نظر، اکثر لوگوں کی جانب سے اسی ماہ مبارک میں کی جاتی ہے۔ اور یہ مستحسن اقدام ہے۔ ادائیگی اور وصولی زکوۃ میں بعض بے احتیاطیاں برتی جاتی ہیں جس سے ثواب میں کمی اور بسا اوقات محرومی حصہ میں آتی ہے۔ مثلاً زکوۃ بینک کے ذریعہ کٹوادی، جبکہ معلوم ہے کہ بینکوں کے ذریعہ کٹنے والی زکوۃ کی تقسیم کرنے والے ادارے اسلام کے اصول عدل ومساوات اور دیانت داری پر پورے نہیں اترتے۔ اور آئے دن یہ خبریں سننے کو ملتی رہتی ہیں کہ زکوۃ فنڈ میں خورد برد ہوگیا۔ تجارتی اموال پر زکوۃ کی ادائیگی میں بیشتر تجار بے احتیاطی برتتے پائے جاتے ہیں۔ مدارس کو دی جانے والی زکوۃ اپنے صحیح مصرف پر خرچ ہوتی ہے یا نہیں ہمارے ایک محتاط اندازے کے مطابق بعض اداروں میں اس سلسلہ میں کوئی زیادہ احتیاط نہیں برتی جاتی۔ تاہم زکوۃ کے سب سے زیادہ مستحق یہ دینی تعلیم کے فروغ کے ادارے ہی ہیں۔ مدارس کے مہتمم حضرات زکوۃ کی وصولی پر اپنے سفیروں کو جو کمیشن دیتے ہیں اور اسے تاویل کرکے والعاملین علیہا کے زمرے میں لاتے ہیں یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ عموماً سفیروں کو فی صد تناسب سے اجرت ادا کی جاتی ہے (ادا بھی کیا کی جاتی ہے وہ خود وصول لیتا ہے) جب کہ سفیر محض سفیر ورسول (قاصد) ہے وکیل ونائب نہیں ہے، رسول (قاصد) کے لئے کسی بھی عقد میں عقد کی اضافت مرسل کی طرف ضروری ہوتی ہے۔ وکیل کے لئے کسی بھی کام میں مؤکل کی

طرف نسبت ضروری نہیں ۔سوائے امور بعض کے جیسے نکاح خلع ہبہ وغیرہ۔سفیر نہ معطین زکوۃ کا نائب ہے اور نہ ہی مستحقین کا اس لئے کہ عملِ توکیل حقیقتا ہے حکما موجود نہیں۔سفیر صرف مدرسہ کا رسول (قاصد) ہے۔سفیر مدرسہ کے نام سے چندہ کرتا ہے مدرسہ کی رسید پیش کرتا ہے اسی بناء پر اسے معطیین معتمد سمجھتے ہیں۔اب جب سفیر کسی کا نائب نہیں تو سفیر کو العاملین علیہا کے حکم میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے۔عامل زکوۃ کی بات دوسری ہے وہ تو سلطان وقت کا نائب ہوتا ہے جیسا کہ بدائع الصنائع ودیگر مصادر فقہ میں ہے کہ:**واما العاملون علیہا فھم الذین نصبھم الامام لجبایۃ الصدقات** ۔یعنی عاملین وہ ہیں جنہیں امام (حاکم) وصولی صدقات کے لئے مقرر کرتا ہے۔عامل کا پورا وقت وصولی صدقات میں گزرتا ہے اور عامل کو جو کچھ ملتا ہے وہ اجرت نہیں بلکہ اپنے اور اپنے اعوان کی کفایت کے لئے ملتا ہے۔عامل خود مصرف میں شامل ہے اس کا حق اس مال زکوۃ سے متعلق ہوتا ہے جو اس نے وصول کیا۔جبکہ سفیرِ مدرسہ نہ سلطان کی طرف سے مقرر ہے نہ اس پر خود کو وصولی زکوۃ کے لئے متفرغ کرنے کی ذمہ داری ہے نہ مدرسہ تحصیل زکوۃ کا حق لازم رکھتا ہے۔نہ معطیین پر مدرسہ میں دینا بہرصورت واجب ہے۔سفیر کی حیثیت محض اجیر کی ہے جبکہ عامل کی حیثیت اجیر کی نہیں اس لئے سفیر عامل کے حکم میں داخل نہیں ۔یہ بحث تو اصحابِ مدارس کے غور وفکر کے لئے ہے جس پر ان میں سے اکثر کو توجہ نہیں جبکہ مسئلہ کی اہمیت کے لحاظ سے یہ انتہائی قابل توجہ ہے۔

رہے عوام تو انہیں زکوۃ ادا کرتے وقت اپنے قریبی مستحق اعزاء، بیواؤں اور یتامیٰ کا خیال کرنا چاہئے اور اس کے بعد مدارس ہی ان کی زکوۃ کا صحیح مصرف ہیں البتہ یہ کام انہیں خود کرنے کی زحمت کرنی چاہئے کہ کسی مستحق مدرسہ تک خود پہنچ کر زکوۃ پہنچادیں، صحیح مصرف تلاش کرنا اور پھر اس مصرف تک زکوۃ پہنچانے کی سعی کرنا انشاء اللہ جلبِ اجرِ مزید کا باعث ہوگا۔اور تیس سے پچاس فی صد تک سفیروں کی جیبوں میں جانے والی رقم بھی براہ راست مستحقین تک پہنچ جائے گی۔

مصنوعی افطار، تصنع سے بھرپور افطار ڈنر اور ان میں علماء کرام کی شرکت اور اس پر عدم نقیض و اعتراض بہر کیف ایک المیہ ہے کچھ نہیں تو ایسے مواقع پر علماء کرام اسراف ہی پر کچھ فرمادیا کریں مگر جن کا مسلک یہ ہو کہ لا اسراف فی الخیر۔اور خیر کی جو بھی تاویل وہ فرمائیں اور اسے بڑھا کر جہاں تک لے جائیں کون پوچھنے والا ہے۔تو ان سے اسراف پر گفتگو کی توقع بھی خوش خیالی ہی ہوسکتی ہے۔

☆ تخصيص العام بالنية مقبولة ديانة لا قضاء ☆